26609

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک پیر صاحب سے ٹی وی پر سوال پوچھا گیا کہ کیا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نبی کریم ﷺ کی تدفین میں شریک تھے ؟

جس پر انہوں نے معترضانہ انداز میں یوں جواب دیا کہ "اہل سنت والجماعت کی کتب میں جو کچھ لکھا ہے، میں تو وہ لکھا ہوا آپ کو بتا سکتا ہوں۔ چنانچہ جامع الاحادیث میں یہ بات موجود ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر نبی پاک ﷺ کی تدفین میں شامل نہیں تھے الخ" اسکے بعد انہوں نے یہی روایت کنز العمال، مسند احمد، مصنف ابن ابی شیبہ اور طبقات ابن سعد سے بھی نقل کی ہے اور ہر روایت کو سنانے کے بعد بار بار یہی کہتے رہے کہ ان دونوں حضرات نے تدفین کے عمل میں شرکت نہیں کیا اور آخر میں کہا:

"جن افراد نے نبی پاک ﷺ کو غسل دیا تھا، انہوں نے ہی آپ کو دفن کیا، اصحاب رسول نے نبی پاک ﷺ کی تدفین میں کوئی شرکت نہیں کی، مذکورہ افراد نے آپ ﷺ کی تدفین کی۔ یہ طبقات ابن سعد میں بھی ہے، کنز العمال کے الفاظ بھی موجود ہیں کہ آپ ﷺ کی تدفین چار افراد کے ہاتھوں عمل میں لائی گئی، آنحضرت ﷺ کی تدفین میں حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر شامل نہیں تھے، کنز العمال کا یہ حوالہ موجود ہے، آپ نے حکومت کے معاملات کو نبی علیہ السلام کے تجہیز و تکفین کے معاملات پر فضیلت دی"

میرا سوال یہ ہے کہ کیا پیر صاحب کی یہ بات درست ہے؟

سائل: عبد اللہ

لانڈھی کراچی

دار الافتاء
فتویٰ نمبر ۱۴۳۸/۶
مورخہ
جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامدا ومصليا

واضح رہے کہ کتبِ حدیث اور تاریخ وسیرت کی کتابوں سے یہ بات ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد آپ کی تجہیز وتکفین سے لیکر آپ کی تدفین تک حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سمیت مدینہ منورہ موجود دیگر صحابہ کرام حاضر رہے اور اھل بیت سمیت دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے تمام اھم امور حضرات شیخین سے پوچھ پوچھ کر انجام دیئے۔

"قَدْ قَدَّمْنَا أَنَّهُمْ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمُ اشْتَغَلُوا بِبَيْعَةِ الصِّدِّيقِ بَقِيَّةَ يَوْمِ الِاثْنَيْنِ وَبَعْضَ يَوْمِ الثُّلَاثَاءِ، فَلَمَّا تَمَهَّدَتْ وَتَوَطَّدَتْ وَتَمَّتْ، شَرَعُوا بَعْدَ ذَلِكَ فِي تَجْهِيزِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وسلَّم مُقْتَدِينَ فِي كُلِّ مَا أَشْكَلَ عَلَيْهِمْ بِأَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ". (البداية والنهاية ط إحياء التراث (٥ / ٢٨٠)

چنانچہ روایات میں آتا ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی اطلاع حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ملی تو آپ مدینہ سے باہر کام سے گئے ہوئے تھے، اطلاع ملتے ہی فوراً حاضر ہوئے اور حجرہ مبارکہ میں داخل ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیشانی مبارک کو عقیدت سے چوما اور افسوس سے فرمایا "وانبیاہ! واخلیلاہ! واصفیاہ" اور اس کے بعد مسجد میں جاکر تمام صحابہ کرام کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی تصدیق کی اور ایسا بلیغ اور مؤثر خطبہ دیا جس سے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تسلی ہوئی۔

مسند أحمد مخرجا (٤٠/ ٣٢)

حَدَّثَنَا مَرْحُومُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ بَابَنُوسَ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ أَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ وَفَاتِهِ، فَوَضَعَ فَمَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ، وَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى صُدْغَيْهِ، وَقَالَ: «وَانَبِيَّاهْ، وَاخَلِيلَاهْ، وَاصَفِيَّاهْ»

نیز جب صحابہ کرام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین سے متعلق آپس میں مشورہ کیا آپ کی تدفین کہاں کی جائے تو حضرت ابو بکر ہی نے فیصلہ فرمایا کہ آپ کی تدفین آپکے حجرہ مبارک میں کی جائے، کیونکہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی سنا ہے:

سنن ابن ماجه (١/ ٥٢٠)

عن عكرمة عن ابن عباس قال لما أرادوا أن يحفروا لرسول الله صلى الله عليه و سلم بعثوا إلى أبي عبيدة بن الجراح وكان يضرح كضريح أهل مكة . وبعثوا إلى أبي طلحة . وكان هو الذي يحفر لأهل المدينة . وكان يلحد . فبعثوا إليهما رسولين . فقالوا اللهم خر لرسولك . فوجدوا أبا طلحة . فجيء به . ولم يوجد أبو عبيدة . فلحد لرسول الله صلى الله عليه و سلم . قال فلما فرغوا من جهازه يوم الثلاثاء وضع على سريره في بيته . ثم دخل الناس على رسول الله صلى الله عليه و سلم أرسالا . يصلون عليه . حتى إذا فرغوا أدخلوا النساء . حتى إذا فرغوا أدخلوا الصبيان . ولم يؤم الناس على رسول الله صلى الله عليه و سلم أحد . لقد اختلف المسلمون في المكان الذي يحفر له . فقال قائلون يدفن في مسجده . وقال قائلون يدفن مع أصحابه . فقال أبو بكر إني سمعت رسول الله صلى الله عليه و سلم يقول (ما قبض نبي إلا دفن حيث يقبض) . قال فرفعوا فراش رسول الله صلى الله عليه و سلم الذي توفي عليه . فحفروا له ثم دفن صلى الله عليه و سلم وسط الليل من ليلة الأربعاء . ونزل في حفرته علي بن أبي طالب والفضل بن العباس وقثم أخوه وشقران مولى رسول الله صلى الله عليه و سلم . وقال أوس بن خولى وهو أبو ليلى لعلي بن أبي

دار الافتاء

طالب أنشدك الله وحظنا من رسول الله صلى الله عليه و سلم . قال له علي أنزل . وكان شقران مولاه أخذ قطيفة كان رسول الله صلى الله عليه و سلم يلبسها . فدفنها في القبر وقال والله لا يلبسها أحد بعدك أبدا . فدفنت مع رسول الله صلى الله عليه و سلم

البداية والنهاية–دار إحياء التراث العربي (٥/ ٢٨٨)

وقال البيهقي: عن الحاكم عن الاصم عن أحمد بن عبد الجبار، عن يونس بن بكير، عن سلمة بن نبيط بن شريط، عن أبيه عن سالم بن عبيد – وكان من أصحاب الصفة –.قال: دخل أبو بكر على رسول الله صلى الله عليه وسلم حيث مات ثم خرج، فقيل له: توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: نعم ! فعلموا أنه كما قال وقيل له: أنصلي عليه وكيف نصلي عليه ؟ قال: تجيئون عصبا عصبا فتصلون فعلموا أنه كما قال. قالوا: هل يدفن وأين ؟ قال: حيث قبض الله روحه فإنه لم يقبض روحه إلا في مكان طيب، فعلموا أنه كما قال

نیز آپ ﷺ کی قبر مبارک کھودنے کا موقع آیا تو صحابہ اس سلسلہ متردد تھے کہ آپ کیلئے بغلی قبر (لحد) کھودی جائے یا شق کھودی جائے؟اس موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فیصلہ فرمایا کہ بغلی قبر کھودنے والے (حضرت ابو عبیدۃ بن جراح) اور شق قبر کھودنے والے (حضرت ابو طلحہ) دونوں کو بلا بھیجو، جو پہلے آئے گا،اس سے قبر کھودوالی جائے گی:

سنن ابن ماجه (١/ ٤٩٧)

حدثنا ابن أبي مليكة عن عائشة قالت لما مات رسول الله صلى الله عليه و سلم اختلفوا في اللحد والشق . حتى تكلموا في ذلك . وارتفعت أصواتهم . فقال عمر لا تصخبوا عند رسول الله صلى الله عليه و سلم حيا ولا ميتا . أو كلمة نحوها . فأرسلوا إلى الشقاق واللاحد جميعا . فجاء اللاحد فلحد لرسول الله صلى الله عليه و سلم . ثم دفن صلى الله عليه و سلم . في الزوائد هذا إسناده صحيح ورجاله ثقات

جب آپ ﷺ کی تدفین مکمل ہوگئی تو سب سے پہلے گھر کے افراد نے آنحضرت ﷺ کی نماز جنازہ ادا کی، اسکے بعد دیگر صحابہ کرام نے گروہ در گروہ آپ کی نماز جنازہ پڑھی، سب سے پہلے جس گروہ نے نماز پڑھی، ان میں سر فہرست حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی تھے:

البداية والنهاية–دار إحياء التراث العربي (٥/ ٢٨٦)

قال الواقدي: حدثني موسى بن محمد بن إبراهيم قال: وجدت كتابا بخط أبي، فيه أنه لما كفن رسول الله صلى الله عليه وسلم ووضع على سريره، دخل أبو بكر وعمر رضي الله عنهما، ومعهما نفر من المهاجرين والانصار بقدر ما يسع البيت. فقالا: السلام عليك أيها النبي ورحمة الله وبركاته، وسلم المهاجرون والانصار كما سلم أبو بكر وعمر ثم صفوا صفوفا لا يؤمهم أحد.فقال أبو بكر وعمر – وهما في الصف الاول حيال رسول الله صلى الله عليه وسلم – اللهم إنا نشهد أنه قد بلغ ما أنزل إليه، ونصح لأمته، وجاهد في سبيل الله حتى أعز الله دينه وتمت كلمته، وأومن به وحده لا شريك له، فاجعلنا إلهنا ممن يتبع القول الذي أنزل معه، واجمع بيننا وبينه حتى تعرفه بنا وتعرفنا به، فإنه كان بالمؤمنين رؤوفا رحيما، لا نبتغي بالايمان به بديلا، ولا نشتري به ثمنا أبدا.فيقول الناس: آمين آمين ويخرجون ويدخل آخرون حتى صلى الرجال، ثم النساء، ثم الصبيان

دار الافتاء

نیز کتب سیرت کا مطالعہ کیا جائے تو اس طرح کے اور بھی بہت سے واقعات سامنے آتے ہیں جن سے شیخین اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس موقع پر وہاں موجود ہونا واضح طور پر معلوم ہوتا ہے، نیز یہ بات عقلاً بھی بہت بعید ہے کہ جو حضرات زندگی بھر آپ ﷺ کے ایک اشارے پر اپنی قیمتی سے قیمتی اشیاء حتی کہ اپنا کاروبار، آل اولاد، گھر بار اور اپنی جان تک قربان کرنے کیلئے ہمہ وقت تیار رہتے تھے اور جو انتہائی سمجھدار، جہاں دیدہ اور باہمت ہونے کے باوجود آپ ﷺ کی وفات پر غم کی شدت سے اپنے ہوش حواس تقریباً کھو بیٹھے تھے، وہ صحابہ کرام آپ ﷺ کی تدفین میں شریک نہ ہوئے ہوں، اہل سنت میں سے کسی بھی شخص کیلئے اس بات پر یقین کرنا ممکن نہیں، کیونکہ اہل سنت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد سب سے افضل جماعت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ہے اور صحابہ میں سب سے افضل حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ذات بابرکات ہے۔

اسکے برخلاف بعض اہل باطل اور گمراہ طبقہ (جن کا صحابہ کرام اور حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بغض مشہور ہے) انہوں نے ان نفوس قدسیہ سے متعلق طرح طرح کی باتیں گھڑ رکھیں ہیں، انہی باتوں میں سے ایک یہ بات بھی انہوں نے گھڑی ہے کہ حضرات شیخین اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آنحضرت ﷺ کی تدفین میں شرکت نہیں کی تھی۔ جس سے انکا مقصد یہ ثابت کرنا ہوتا ہے کہ نعوذ باللہ ان حضرات کا آپ ﷺ سے صرف اوپر اوپر کا تعلق تھا، کوئی دلی تعلق نہیں تھا، اور یہ کہ نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد ان حضرات کو حکومت حاصل کرنے کی فکر لگ گئی تھی، جبکہ تجہیز و تکفین کا عمل صرف گھر کے افراد (اہل بیت) نے انجام دیا، جسکی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ خلافت حاصل نہ کر سکے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ ساری باتیں خلاف واقعہ اور ان پاک ہستیوں پر بہت بڑا بہتان ہے، واقعہ یہ ہے کہ:

- نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کرام شدید غم واندوہ کی کیفیت سے دوچار ہو گئے تھے، حضرت ابو بکر صدیق نے فوراً تمام صحابہ کرام کو جمع کر کے تسلی آمیز خطبہ دیا، جس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دل جمعی ہوئی اور حواس سنبھلنے لگے۔
- وفات کے تھوڑی دیر بعد انصار صحابہ کرام کو اپنے ساتھ حق تلفی کا اندیشہ اور خلافت کی فکر لاحق ہوئی، جو کہ ایک فطری بات تھی، انصار صحابہ اسکے لئے بنو ساعدہ کے باغ میں جمع ہو گئے اور آپس کے مشورہ سے یہ طے کیا مسلمانوں کو دو خلیفہ ہونے چاہئیں، ایک انصار میں سے اور دوسرے مہاجرین میں سے، یہ بہت نازک موقع تھا، جس کا اگر بروقت تدارک نہیں کیا جاتا تو اس موقع سے فائدہ اٹھا کر بدخواہان اسلام مسلمانوں کے درمیان ہمیشہ کیلئے تفرقہ کا بیج بو سکتے تھے۔ حضرات شیخین نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اپنی ذمہ داری نبھاتے ہوئے اسکا فوری تدارک کیا اور انصار کے پاس خود تشریف لے جا کر مسئلہ کو باہمی مشورے سے حل کیا۔
- بنو ساعدہ میں انصار کے جمع ہونے کا واقعہ وفات والے دن (یعنی پیر کے دن) ہی کا ہے، جو وفات کے تھوڑی دیر بعد پیش آیا، اور یہ معاملہ اسی دن حضرات شیخین کی برکت سے تھوڑی دیر میں حل ہو گیا تھا۔
- جب کہ راجح قول کے مطابق آنحضرت ﷺ کی تدفین، وفات کے تقریبا ڈیڑھ دن بعد منگل شام کو ہوئی۔

دار الافتاء

- بنو ساعدہ کے واقعہ میں وہاں پر موجود انصار و مہاجر صحابہ نے تھوڑی دیر میں ہی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرلی تھی۔ عمومی بیعت اگلے روز مسجد میں ہوئی۔

صحيح البخاري–نسخة طوق النجاة (ص: ١٧٤)

أخبرني أنس بن مالك – رضي الله عنه – أنه سمع خطبة عمر الآخرة حين جلس على المنبر
وذلك الغد من يوم توفي النبي فتشهد وأبو بكر صامت لا يتكلم قال كنت أرجو أن يعيش
رسول الله حتى يدبرنا يريد بذلك أن يكون آخرهم فإن يك محمد قد مات فإن الله تعالى قد
جعل بين أظهركم نورا تهتدون به هدى (تهتدون به بما هدى) الله محمدا وإن أبا بكر صاحب
رسول الله ثاني اثنين فإنه أولى المسلمين بأموركم فقوموا فبايعوه وكانت طائفة منهم قد بايعوه
قبل ذلك في سقيفة بني ساعدة وكانت بيعة العامة على المنبر قال الزهري عن أنس بن مالك
سمعت عمر يقول لأبي بكر يومئذ اصعد المنبر فلم يزل به حتى صعد (أصعده) المنبر فبايعه
الناس عامة

- حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ وہاں بیعت لینے کے ارادے سے نہیں گئے تھے بلکہ معاملات سلجھانے کی خاطر گئے تھے، لیکن وہاں موجود صحابہ نے باہمی مشورے سے اتفاق کر کے ان کے ہاتھ پر بیعت کرلی تھی۔ یہ کام کسی سابقہ منصوبہ بندی کے بغیر اچانک ہوا تھا۔

مصنف ابن أبي شيبة – ترقيم عوامة (١٤/ ٥٦٤)

فلما اجتمع الناس خرج عمر حتى جلس على المنبر ، ثم حمد الله وأثنى عليه ، ثم ذكر رسول
الله صلى الله عليه وسلم ، فصلى عليه ، ثم قال....وقد بلغني أن رجالا يقولون في خلافة أبي
بكر : أنها كانت فلتة ، ولعمري إن كانت كذلك ، ولكن الله أعطى خيرها ، ووقى شرها ،
وأيكم هذا الذي تنقطع إليه الأعناق كانقطاعها إلى أبي بكر. إنه كان من شأن الناس : أن
رسول الله صلى الله عليه وسلم توفي ، فأتينا ، فقيل لنا : إن الأنصار قد اجتمعت في سقيفة
بني ساعدة مع سعد بن عبادة يبايعونه ، فقمت ، وقام أبو بكر ، وأبو عبيدة بن الجراح
نحوهم ، فزعين أن يحدثوا في الإسلام فتقا ، فلقينا رجلان من الأنصار ؛ رجل صدق ، عويم
بن ساعدة ، ومعن بن عدي ، فقالا : أين تريدون ؟ فقلنا : قومكم ، لما بلغنا من أمرهم ،
فقالا : ارجعوا فإنكم لن تخالفوا ، ولن يؤت شيء تكرهونه ، فأبينا إلا أن نمضي ، وأنا أزور
كلاما أريد أن أتكلم به ، حتى انتهينا إلى القوم ، وإذا هم عكر هنالك على سعد بن عبادة
، وهو على سرير له مريض....ثم انصرفنا ، وقد جمع الله أمر المسلمين بأبي بكر ، فكانت
لعمر الله فلتة كما قلتم ، أعطى الله خيرها ووقى شرها ، فمن دعا إلى مثلها ، فهو الذي لا
بيعة له ، ولا لمن بايعه.

مصنف ابن أبي شيبة – ترقيم عوامة (١٤/ ٥٦٣)

عن عبد الرحمن بن عوف ، قال : حج عمر فأراد أن يخطب الناس خطبة ، فقال عبد الرحمن
بن عوف إنه قد اجتمع عندك رعاع الناس وسفلتهم ، فأخر ذلك حتى تأتي المدينة ، قال
فلما قدمت المدينة دنوت قريبا من المنبر فسمعته يقول : إني قد عرفت ، أن أناسا يقولون إن
خلافة أبي بكر فلتة ، وإنما كانت فلتة ، ولكن الله وقى شرها ، إنه لا خلافة إلا عن مشورة.

- اس میں حضرت کی صدیق اکبر کی چاہت شامل نہیں تھی، اور نہ انہوں نے کبھی خلافت کی خواہش کی تھی، بلکہ محض مسلمانوں کو باہمی تفرقہ سے بچانے کی خاطر صحابہ کے انتہائی اصرار پر آپ نے خلافت قبول فرمائی تھی۔

المستدرك على الصحيحين للحاكم (٣/ ٧٠)

أن عبد الرحمن بن عوف كان مع عمر بن الخطاب رضي الله عنه، وأن محمد بن مسلمة كسر سيف الزبير، ثم قام أبو بكر فخطب الناس واعتذر إليهم، وقال: والله ما كنت حريصا على الإمارة يوما ولا ليلة قط، ولا كنت فيها راغبا، ولا سألتها الله عز وجل في سر ولا علانية، ولكني أشفقت من الفتنة، وما لي في الإمارة من راحة، ولكن قلدت أمرا عظيما ما لي به من طاقة ولا يد إلا بتقوية الله عز وجل، ولوددت أن أقوى الناس عليها مكاني اليوم، فقبل المهاجرون منه ما قال وما اعتذر به، قال علي رضي الله عنه والزبير: ما غضبنا إلا لأنا قد أخرنا عن المشاورة، وإنا نرى أبا بكر أحق الناس بها بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم، إنه لصاحب الغار، وثاني اثنين، وإنا لنعلم بشرفه وكبره، «ولقد أمره رسول الله صلى الله عليه وسلم بالصلاة بالناس وهو حي» هذا حديث صحيح على شرط الشيخين، ولم يخرجاه "

- غسل اور کفن دینے کا عمل حضرت علی رضی اللہ عنہم انجام نے انجام دیا، جس میں حضرت عباس اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہما انکا ہاتھ بٹارہے تھے، یہ تمام حضرات "اہل بیت "یعنی گھر کے افراد میں سے تھے، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو غسل دینا سب سے پہلے ان ہی کی ذمہ داری اور ان ہی کا اولین حق تھا، جیسا کہ ہر وفات کو پانے والے کو غسل دینا خود اسکے گھر والوں کا حق ہوتا ہے، اگرچہ باہر کے لوگ ان سے افضل ہی کیوں نہ ہوں، پھر اس مختصر کام کیلئے گھر کے چند افراد ہی کافی تھے، جبکہ گھر بھی بہت چھوٹا تھا۔ سارے صحابہ موقع پر موجود ہونے اور چاہت کے باوجود اس میں شریک نہیں ہوسکتے تھے۔

سنن أبي داود (٣/ ٢٠٥)

عن عامر قال غسل رسول الله -صلى الله عليه وسلم- على والفضل وأسامة بن زيد وهم أدخلوه قبره قال وحدثنى مرحب أو ابن أبى مرحب أنهم أدخلوا معهم عبد الرحمن بن عوف فلما فرغ على قال إنما يلى الرجل أهله.

- نیز بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ خود نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بھی اہل بیت کے حق میں ہی تجہیز و تکفین کی وصیت فرمائی تھی۔

البداية والنهاية-دار إحياء التراث العربي (٥/ ٢٨٢)

وقال البيهقي: وروى أبو عمرو بن كيسان، عن يزيد بن بلال سمعت عليا يقول: أوصى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن لا يغسله أحد غيري.فإنه لا يرى أحد عورتي إلا طمست عيناه.قال علي: فكان العباس وأسامة يناولاني الماء من وراء الستر.قال علي: فما تناولت عضوا إلا كأنه يقلبه معي ثلاثون رجلا حتى فرغت من غسله .وقد اسند هذا الحديث الحافظ أبو بكر البزار في مسنده.

البداية والنهاية-دار إحياء التراث العربي (٥/ ٢٨٥)

عن ابن مسعود: في وصية النبي صلى الله عليه وسلم أن يغسله رجال أهل بيته، وأنه قال: كفنوني في ثيابي هذه أو في يمانية أو بياض مصر، وأنه إذا كفنوه يضعونه على شفير قبره ثم

دار الافتاء

يخرجون عنه حتى تصلي عليه الملائكة، ثم يدخل عليه رجال أهل بيته فيصلون عليه، ثم الناس بعدهم فرادى. الحديث بتمامه وفي صحته نظر كما قدمنا.

- تجہیز و تکفین سے لیکر تدفین تک تمام امور کے انجام دیئے جانے کے وقت یہ حضرات حجرہ مبارکہ کے آس پاس موجود تھے، اور اسکے انتظام میں شامل بھی تھے جیسا کہ مذکورہ بالا روایات سے ثابت ہوتا ہے۔

منهاج السنة النبوية (٦/ ٢١٠)

والأحاديث الثابتة بخلاف ذلك وهو وأمثاله وإن لم يتعمدوا الكذب لكن ينقلون من كذب من ينقل عمن يتعمد الكذب وكذلك قول القائل إن عليا كان مشغولا بما أمره النبي صلى الله عليه وسلم من دفنه وتجهيزه وملازمة قبره فكذب ظاهر وهو مناقض لما يدعونه فإن النبي صلى الله عليه وسلم لم يدفن إلا بالليل لم يدفن بالنهار وقيل إنه إنما دفن من الليلة المقبلة ولم يأمر أحدا بملازمة قبره ولا لازم علي قبره بل قبر في بيت عائشة وعلي أجنبي منها ثم كيف يأمر بملازمة قبره وقد أمر بزعمهم أن يكون إماما بعده ولم يشتغل بتجهيزه علي وحده بل علي والعباس وبنو العباس ومولاه شقران وبعض الأنصار وأبو بكر وعمر وغيرهما على باب البيت حاضرين غسله وتجهيزه لم يكونوا غائبا في أي ساعة لكن السنة أن يتولى الميت أهله فتولى أهله غسله وأخروا دفنه ليصلي المسلمون عليه فإنهم صلوا عليه أفرادا واحدا بعد واحد رجالهم ونساؤهم خلق كثير فلم يتسع يوم الاثنين لذلك مع تغسيله وتكفينه بل صلوا عليه يوم الثلاثاء ودفن يوم الأربعاء

- اہل بیت کے علاوہ بھی مدینہ منورہ میں موجود تقریبا تمام صحابہ کرام نے نماز جنازہ فرداً فرداً ادا کی، حضرات شیخین بھی ان تمام معاملات میں پیش پیش رہے۔

البداية والنهاية- دار إحياء التراث العربي (٥/ ٢٨٦)

قال الواقدي: حدثني موسى بن محمد بن إبراهيم قال: وجدت كتابا بخط أبي، فيه أنه لما كفن رسول الله صلى الله عليه وسلم ووضع على سريره، دخل أبو بكر وعمر رضي الله عنهما، ومعهما نفر من المهاجرين والأنصار بقدر ما يسع البيت، فقالا: السلام عليك أيها النبي ورحمة الله وبركاته، وسلم المهاجرون والأنصار كما سلم أبو بكر وعمر ثم صفوا صفوفا لا يؤمهم أحد، فقال أبو بكر وعمر - وهما في الصف الأول حيال رسول الله صلى الله عليه وسلم - اللهم إنا نشهد أنه قد بلغ ما أنزل إليه، ونصح لأمته، وجاهد في سبيل الله حتى أعز الله دينه وتمت كلمته، وأومن به وحده لا شريك له، فاجعلنا إلهنا ممن يتبع القول الذي أنزل معه، واجمع بيننا وبينه حتى تعرفه بنا وتعرفنا به، فإنه كان بالمؤمنين رؤوفا رحيما، لا نبتغي بالإيمان به بديلا، ولا نشتري به ثمنا أبدا. فيقول الناس: آمين آمين ويخرجون ويدخل آخرون حتى صلى الرجال، ثم النساء، ثم الصبيان.

المستدرك على الصحيحين للحاكم (٣ / ٦٢):

" عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال: لما ثقل رسول الله صلى الله عليه وسلم قلنا: من يصلي عليك يا رسول الله فبكى وبكينا وقال: «مهلا، غفر الله لكم، وجزاكم عن نبيكم خيرا، إذا غسلتموني وحنطتموني وكفنتموني فضعوني على شفير قبري، ثم اخرجوا عني ساعة، فإن أول من يصلي علي خليلي وجليسي جبريل وميكائيل، ثم إسرافيل، ثم ملك الموت مع جنود من

الملائكة، ثم ليبدأ بالصلاة علي رجال أهل بيتي، ثم نساؤهم، ثم ادخلوا أفواجاً أفواجاً وفرادى ولاتؤذوني بباكية، ولا برنة ولا بصيحة، ومن كان غائباً من أصحابي فأبلغوه مني السلام، فإني أشهدكم على أني قد سلمت على من دخل في الإسلام، ومن تابعني على ديني هذا منذ اليوم إلى يوم القيامة»".

- تدفین کے موقع پر بھی تمام صحابہ کرام موجود تھے۔

صحيح البخاري-نسخة طوق النجاة (ص: ٢٩)

فلما دفن قالت فاطمة عليها السلام يا أنس أطابت أنفسكم أن تحثوا على رسول الله التراب

سنن الترمذي (٥/ ٥٨٨)

عن أنس بن مالك قال : لما كان اليوم الذي دخل فيه رسول الله صلى الله عليه و سلم المدينة أضاء منها كل شيء فلما كان اليوم الذي مات فيه أظلم منها كل شيء ولما نفضنا عن رسول الله صلى الله عليه و سلم الأيدي وإنا لفي دفنه حتى أنكرنا قلوبنا .

اس تمام تفصیل سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ حضرات شیخین پر تدفین کے موقع پر موجود نہ ہونے اور بیعت لینے میں مصروف ہونے کا الزام لگانا بالکل غلط ہے اور یہ بات اسلئے بھی ناقابل فہم ہے کہ بنو ساعدہ میں ہونے والی بیعت پہلے دن (بروز پیر) وفات کے تھوڑی دیر بعد ہی ہوگئی تھی، جبکہ آپ ﷺ کی تدفین اگلے دن شام کو ہوئی تھی۔

مسند أحمد مخرجا (٤١/ ٣٠٠)

عن عائشة، قالت: «توفي النبي صلى الله عليه وسلم يوم الاثنين، ودفن ليلة الأربعاء»

البداية والنهاية-دار إحياء التراث العربي (٥/ ٢٧٦)

عن الزهري عن عروة عن عائشة.قالا: توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم الاثنين لثنتي عشرة ليلة خلت من ربيع الاول.ورواه ابن إسحاق عن عبد الله بن أبي بكر بن حزم عن أبيه مثله - وزاد ودفن ليلة الاربعاء.

جہاں تک سوال میں ذکر کردہ روایات کا تعلق ہے تو درحقیقت یہ متعدد روایتیں نہیں، بلکہ ایک ہی روایت ہے، جو مختلف کتابوں سے نقل کی گئی ہے۔ یہ روایت مصنف ابن ابی شیبہ کی ہے، جو دیگر کتب (جامع الاحادیث اور کنز العمال) میں مصنف ابن ابی شیبہ کے حوالے سے ہی نقل کی گئی ہے، جبکہ مسند احمد اور طبقات میں یہ روایت ہمیں نہیں مل سکی۔

جب مصنف ابن ابی شیبہ کے مختلف نسخوں میں اس روایت کو دیکھا گیا تو کچھ نسخوں میں اسکا دوسرا حصہ سوال میں ذکر کردہ روایت کے مطابق "فدفن قبل ان یرجعا" ہے جبکہ شیخ عوّامہ کی تحقیق سے شائع ہونے والے نسخے میں "فبویعا قبل ان یرجعا" ہے، جس سے سوال میں ذکر کئے گئے پیر صاحب کا مدّعا ثابت نہیں ہوتا۔

مصنف ابن أبي شيبة – ترقيم عوامة (١٤/ ٥٦٨)

حدثنا ابن نمير ، عن هشام بن عروة ، عن أبيه ؛ أن أبا بكر وعمر لم يشهدا دفن النبي صلى الله عليه وسلم ، كانا في الأنصار ، فبويعا قبل أن يرجعا.

نیز یہ روایت آپ ﷺ کی وفات کے واقعہ کے وقت موجود کسی صحابی کا قول بھی نہیں، بلکہ حضرت عروۃ بن زبیر کا اپنا قول ہے، جو کہ صحابی نہیں تھے اور نہ اس واقعہ کے وقت موجود تھے بلکہ ان کی پیدائش ہی آپ ﷺ وفات کے بہت

عرصے بعد حضرت عمر رضی اللہ کی خلافت کے آخری دور میں یا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی دور میں ہوئی، اسلئے اس میں نقل کی غلطی کا امکان واضح ہے، اسلئے دیگر واضح نصوص کے ہوتے ہوئے حضرت عروہ کا اپنا قول قابل قبول نہیں ہوگا۔

تقريب التهذيب (ص: ٣٨٩)

عروة بن الزبير بن العوام بن خويلد الأسدي أبو عبد الله المدني ثقة فقيه مشهور من الثالثة مات سنة أربع وتسعين على الصحيح ومولده في أوائل خلافة عثمان ....

واللہ تعالیٰ اعلم

محمد طلحہ ہاشم عفی عنہ

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

۶/ جمادی الاولیٰ / ۱۴۴۱ھ

۲/ جنوری / ۲۰۲۰ء

الجواب صحیح

۷/ ۵/ ۱۴۴۱ھ

الجواب صحیح

جزی اللہ تعالیٰ المجیب عنا خیرا

المعبد محمود اشرف غفر اللہ لہ

۶/ ۵/ ۱۴۴۱ھ

02-01-2020

دار الافتاء

فتوی نمبر ۲۲۳۸/۷۶

دار العلوم کراچی

مفتی

دار العلوم کراچی